سوال

مل شہید 0941

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا اسماعیل شہید دہلوی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مولانا اسماعیل شہید دہلوی

گزشتہ زمانے میں اہل علم کا دستور تھا کہ علم کی حیثیت سے اپنے مخالف کی بھی قدر اور تعریف کرتے تھے۔ مگر آجکل جہان اور دستور مٹ گئے ی دستور بھی مٹ گیا۔ مخالف کی تعریف کرنا تو کیا سننا بھی گوارا نہیں۔

ِشتہ جنگ یورپ میں ہمیں خبریں ملتی رہی ہیں۔ کہ انگریز افسر ترکوں کی تعریف کرتے تھے۔ کہ ترک بڑے مہذب اور شریف سپاہی ہیں۔ دشمنی اور اختلاف اور چیز ہے۔ عالم اور کمال اور چیز اسی اصول سے ہم مولانا شہید کی زندگی کے بعض حالات ایک معتبر حنفی رسالہ سے نقل کرتے ہیں۔ جن سے ہماری مراد

ضرت شہید جس وقت تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔ دہلی کا پر فضا گلزار باوجود مسلمانوں کی سلطنت ہونے کے بدعات اور رسوم شرکیہ کے جھاڑ اور کانٹوں سے ایک خارستان نظر آتا تھا۔ جہلا کے من گھڑت اختراعات اور بدعات نے اس کو ایک بدعت گڑھ بنا رکھا تھا۔ جس کا زہریلا اثر جہلا ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ

حضرت شہید یہ دیکھ کر ایک روز جمعہ کے بعد جامع مسجد دہلی کے مقبرہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور آیت کریمہ۔

اِوَرَبِّکَ لایُؤمِنونَ حَتّىٰ یُحَکِّموکَ فیما شَجَرَ بَینَهُم ثُمَّ لایَجِدوا فی أَنفُسِهِم حَرَجًا مِمّا قَضَیتَ وَیُسَلِّموا تَسلیمًا ٦٥

ﷺ آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک وہ آپ کو اپنے تمام کاروبار میں فیصلہ کن حاکم نہ بنالیں۔ پھر وہ آپ کے حکم سے دل تنگ نہ ہوں۔ بلکہ اس کو برضا و رغبت تسلیم کر لیں) پڑھ کر وعظ فرمانا شروع کیا۔ آج پہلا دن ہے کہ دہلی والوں ک کانوں میں ان کاموں کی برائی اور قباح

یں حق میں ایک مخفی قوت ہوتی ہے جو اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور ضرور دکھلاتی ہے۔ حضرت شہید نہایت جرائت اور بے پروائی کے ساتھ ان کے ہر خیال کو باطل کرتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ دین عبادت محض اتباع سنت سید المرسلین ﷺ کا نام ہے۔ من گھڑت بدعات کو اس میں داخل کرنا جہل مرکب ہے

مصلحت دید من آنست کے یاراں ہکہ کار بگزارند و سر طرہ یارے گیرند

950پچ

صیل علم کے بعد یہ پہلا کام ہے۔ جو حضرت شہید کے ہاتھوں میں ظہور میں آیا ہے۔ اب آپ قیاس کن از گلستان من بہار مرا کے موافق ان کی عمر بھر کے کارناموں کا اندازہ کر سکتے ہیں آپ جب بارادہ حج بیت اللہ تشریف لے گئے۔ تو بیت اللہ کے اندر مردوں اور عورتوں کو اکٹھا داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ آ

اسی طرح اس سفیان ثانی کے ہاتھوں سینکڑوں مردہ سنتیں زندہ ہوئیں۔ اور یہی کام تھا کہ جس کو آپ نے اپنی ندگی کا مقصود اعظم بنایا تھا۔ اور جس کے پورا کرنے میں آپ کو دنیاوی جاہ و مال بلکہ عزت و آبرو سے بھی ہاتھ اٹھانا پڑا ہزاروں آفات اور مصائب کا سامنا ہوا۔ دوستوں اور دشمنوں کے طعنے سنے۔

وَلَتَسمَعُنَّ مِنَ الَّذینَ أوتُوا الكِتٰبَ مِن قَبلِكُم وَمِنَ الَّذینَ أَشرَكوا أَذًى كَثیرًا وَإِن تَصبِروا وَتَتَّقوا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِن عَزمِ الأُمورِ ١٨٦

م ضرور سنو گے۔ ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی ہے اور مشرکوں سے بہت ایزا کی باتیں''

تھا وہ ان کی ایزاؤں کو برضا و رغبت سہنے کے لئے تیار تھے۔

بیا اے عشق رسوائے جہانم کن کہ یک چندے

ملامتہائے بے درداں شنیدن آرزو وارم

ب جامع مسجد دہلی سے اتر رہے تھے کہ دہلی کے چند شہیدوں نے آپ کو گالیاں دینی اور حرامی کہنا شروع کیا۔ اب آپ کا جواب سنئے۔ مسکرا کر نہایت متانت سے فرماتے ہیں کہ بھتیجے میں حرامی کیونکر ہو سکتا ہوں۔ میری والدہ کے نکاح کے گواہ تو اب تک موجود ہیں۔ تبلیغ احکام خداوندی اور اشاعت سنت کا خ

ات کو ایک مشہور کسبی کے مکان پر جا کر دروازہ پر پہنچے۔ معلوم ہوا کہ شہر کی اور بھی بہت سی کسبیاں اس مکان پ موجود ہیں۔ اور گانے بجانے میں مصروف ہیں۔ جاتے ہی گداگروں کی سی صدا دی۔ مکان کے اندر سے ایک لڑکی بھیک لے کر آئی۔ تو حضرت شہید نے کہا کہ جا کر مالک مکان سے کہہ دو کہ اس فقیر

وَالتّینِ وَالزَّیتونِ ١ وَطورِ سینینَ ٢ وَهٰذَا البَلَدِ الأَمینِ ٣ لَقَد خَلَقنَا الإِنسٰنَ فی أَحسَنِ تَقویمٍ ٤

م انجیر کی و زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ''

رو عظ شروع کر دیا۔ حضرت شہید کا وعظ ہے۔ اور فاحشہ عورتوں کی مجلس یہ عجیب و غریب منظر کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ فواحش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ طبلچیوں نے اپنے اپنے طبلوں اور سارنگیوں کو بغلوں سے نکال کر پھینک دیا ہے۔ کوئی مصروف آہ زار ہے تو کسی کا گریہ و بکا دم لینے کی اج

معلوم ہوا کہ حضرت شہید نے ان سرد دلوں میں وہ کونسی برقی حرارت چھوڑ دی جس کی تاثیر سے معاصی کے وہ تمام نجس مادے پگھل پگھل کر آنکھوں سے بہنے لگے۔

آج اس بزم میں ہم آگ لگا کر اٹھے یاں تنکلک روئے کہ ان کو بھی رلا کر اٹھے

اکہ اورساری مجلس کا حضرت شہید کے قدمون پر گرپڑنا ان کی ہدایت کا وقت آگیا تھا۔ اُسی ایک مجلس میں سب نے حضرت شہید کے ہاتھ پر توبہ کی اور سب کے سب خدائے تعالیٰ کے مقبول بندے ہو گئے۔ صاحب خانہ جوان سب میں حسن جمال اور مال وریاست کے اعتبار سے بڑی تھی۔ اور اکثر روسا و نواب

وَاللّٰہُ یَہدی مَن یَشاءُ اِلیٰ صِرٰطٍ مُستَقیم ۲۱۳

لانا اسماعیل صاحب وعظ سے فارغ ہوکر باہر آئے۔ آپ کے ایک عزیز آپ کو فواحش کے گھر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہولئے تھے اور چھپ کر دروازے میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے جب اس کے گھر سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے تو وہ عزیز سامنے آئے تو عرض کیا کہ حضرت کچھ

لّٰہ میری عزت تو اس وقت ہوگی کہ میرا منہ کالا کر کے مجھے گدھے پر سوار کیا جائے۔ اور دہلی کے چاندنی چوک میں پھرایا جائے مگر میری زبان کسی خلاف حق کلمے کے ساتھ ملوث نہ ہو میری زبان پ وہی قال اللہ۔ قال الرسول ﷺ جاری ہو۔ (القاسم بابت شوال وزی العقیدہ 37ھ سمہ)

اہل حدیث

ولوی رسل بابا مرحوم اوران کے خاندان کے دیگر افراد بھی) مولانا اسماعیل کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی غلام مصطفیٰ نے بھی اپنے زمانے میں مولانا کو شہید دہلوی لکھا ہے۔ جو سب اعلیٰ صفات کا جامع ہے۔ آہ۔ باوجود ایسے شہید سے عداوت اور رنج رکھنے والے ڈرتے نہیں کہ وہ اس حدیث

مولانا اسماعیل شہید امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی نگاہ دوررس میں

ا آگے بڑھو۔ مقام عزیمت دعوت کی کیسی کامل اور آشکار امثال وسامنے آتی ہے۔ ساری مثالوں سے آنکھیں بند کر لو صرف یہی ایک مثال زیر بحث حقیقت کے فہم وکشف کے لئے کافی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام ہر رنگ میں کس درجہ جامع وکامل ہے با ایں ہمہ یہاں جو کچھ ہوا تجدید وتدوین علوم ومعارا

می خواست راستخیز زعالم براورد آں باغباں کے تربیت ایں نہال کرُو

ں245تا246)

کیا مولانا اسماعیل شہید مقلد تھے؟

ن قانون ہے کہ انسان جس چیز سے محبت رکھتا ہے۔ اس کو ہر طرف وہی نظر آتا ہے۔ ایک عربی شاعر اس کا نقشہ یوں دیکھاتا ہے۔

ارید لانسی ذکرہا فکانما تمثل لی لیلی بکل سبیل

یعنی میں لیلیٰ کا ذکر بھونا چاہتا ہوں مگر وہ ہر راستے میں میرے سانے آجتی ہے یہ معنی ہیں اس مصرع کے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

رڈالتے یہا سی قانون قدرت کے ماتحت ان کو تقلید ہی تقلید نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے ان کی نظر امام المحدثین امام بخاری پر پڑتی ہے۔ ان کو بھی یہ لوگ امام شافعی کا مقلد بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں بعض مسائل میں رد بھی کیا ہے۔ اور امام موصوف کا نام بھی سارے لفظوں میں (قال ابن ا

شتہ ایام میں شاہ ولی اللہ کا ذکر خیر رسالہ ''الفرقان'' بریلی میں درج ہوا تھا۔ اس میں بھی اس قانونی قدرت کا جلوہ نظر آیا تھا۔ مضمون نگاروں نے عموما شاہ صاحب ممدوح کو حنفی مقلد بنایا تھا۔ جس کے متعلق انہی دنوں ''اہل حدیث'' میں مفصل بحث ہوئی تھی۔ جو ملکی فضا صاف ہونے پر رسالہ کی شکل میں بھی شائ

یل صاحب شہید کو غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے۔ حقیقت طلب امر یہ ہے کہ حقیقت میں وہ غیر مقلد تھے یا حنفی تھے۔ جیسا کہ بعض علماء دیوبند کہتے ہیں اگر حنفی مذہب تھے تو اس کے ثبوت میں ان کی کوئی تصنیف اردو یا بدرجہ مجبوری فارسی کی ہو جس سے ثابت ہو کہ حنفی المذہب تھے آپ پیش کر سکتے ہیں۔

ولانا اسماعیل صاحب شہید حنفی المذہب عالم ربانی اور بزرگ تھے۔ اور رد بدعات میں بہت زیادہ ساعی تھے۔ ہر دینی کام میں جہاں زرا بھی خلل دیکھتے تھے اس کا رد فرماتے تھے۔ مسئلہ تقلید میں بھی ہندوستان میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ غیر مقلدین نے تقلید میں تفریط کی اور تقلید کو شرک او مقلا

یۃ الایمان میں چونکہ تمام رسوم بدعیہ پر رد لکھا گیا ہے۔ اس لئے اس غلو اور افراط فی التقلید کو بھی منع کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ فصل لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ خود تقویۃ الایمان کی عبارت مندرجہ زیل سے معلوم ہوتا ہے۔

چاہیے کہ اکثر لوگ مولویوں اور درویشوں کے کلام اور کام سن کر سند پکڑتے ہیں۔ (الی قولہ) ان مولیوں اور درویشوں کے قول وفعل کے خلاف کوئی آیت اور حدیث پڑے تو اس کا انکار اور اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو موجود ہو جایئں الخ

1۔ گویا آئمہ مجتہد ہی کی تقلید پر کاربند رہنا ضروری تھا سبحان اللہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ (راز)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت شہید مطلقا تقلید کو منع نہیں فرماتے بلکہ اس غلو اور افراط کو روکتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین سے گزر کر ہر کس وناکس کی تقلید اختیار کر لی جائے۔ چنانچہ اس فصل میں آئمہ مجتہدین کی تقلید کی خود ہدایت فرمائی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

بۃ 1360ء سمہ ص 37-38)

اہل حدیث

بیٰ ''المفتی نے نقل کیا ہے۔ بعینہ یہی حکم معیار الحق میں ملتا ہے۔ اگر متنازعہ تقلید یہی ہے تو اس پر دونوں صاحبوں کا اتفاق ہے۔ ہمارا بھی اسی پر صاد ہے۔ مگر اس کی تفصیل جو مولانا شہید کی اسی کتاب (تقویۃ الایمان) میں ملتی ہے۔ قابل لحاظ ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ص3)

کا مسلک کے آپ قرآن وحدیث کو اصل اور سند قرار دیتے ہیں۔ اولا بالذات انہی پر نظر ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ارباب تقلید کا مسلک بھی ملاحظہ کیجئے جو یہ ہے۔ اما المقلد فمستندہ قول (مجتہدہ مسلم الثبوت ایضا توضیح) یعنی مقلد کی سند اپنے امام کا قول ہے۔

یقت یہ ہے کہ یہ قرآن وحدیث کو دونوں فریق مانتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ جو فریق حسب ہدایت مولانا شہید پہلی نظر قرآن وحدیث پر ڈالے۔ وہ غیر مقلد (اہل حدیث) ہوگا۔ اور جو پہلی نظر امام کے قول پر ڈالے۔ اور بحسن ظن اسی کو واجب العمل سمجھے۔ وہ حسب تصریح علماء اصول مقلد ہے یہی مسلک علما

مولانا شہید کے مسلک کی مزید وضاحت آپ کی کتاب تنویر العینین سے ہوتی ہے۔ جو مسئلہ رفع الیدین کے اثبات میں ہے۔ جس کا خلاصہ ان دو لفظوں میں ہے جو ج مولانا نے اپنے دیباچہ میں لکھے ہیں۔ یثاب فاعلہ ولا یلام تارکہ یعنی عند الرکوع رفع الیدین کرنا ثواب کا کام ہے۔

م!

رفع الیدن کے متعلق علماء حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اگر یہی ہے تو نعم الوفاق وحبذا الاتفاق مختصر یہ ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کا مسلک وہی تھا جو ان کے دادا مرحوم شاہ والی اللہ صاحب قدست اسرارہم کا تھا۔ کہ اولا بالذات قرآن وحدیث پر نظر رکھتے تھے۔ گویا ان کا یہ قول تھا۔

اے داغ مقلد ہیں اسی طرز کے ہم بھی   ہر شعر میں ہو بلبل کا انداز پیدا

شیخ بشیر احمد بی اے معتمد محمد قاسم ولی اللہ سوسائٹی لاہور

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ولی اللہ پارٹی کے کارکن کی حیثیت سے جو امام عبدالعزیز کی قیاست میں کام کر رہا تھا۔ فقط حنفی فقہ کو ماننا کلیۃ ضروری تھا۔ مگر خلیفۃ المسلمین بن جانے کے بعد ان کی دعوت میں عمومیت آگئی۔ جس کے ساتھ نجدی اور یمنی طریقوں سے کام کرنے والوں کا زور بڑھ گیا۔ جو فقہ حنفی کی پابندی ضرو

تقویۃ الایمان اور اس کا مصنف عالیشان اسماعیل وما ادراک اسماعیل

ہ5 ستمبر میں حسن ہو چکے جواب ایڈیٹر صاحب عرب نے شعرا کے کہتے کچھ بمبئی موکہ خرسے 31

واذا اتتک مذمتی من ناقص   فھی الشھادۃ لی بانی کامل

، جن علماء کو اختلاف رائے بھی ہے۔ وہ بھی ممدوح کی عزت کرتے ہیں۔ مولوی میر احمد اللہ صاحب مرحوم امرتسری کو ریاست خیر پور سندھ میں تعلق تھا۔ ریاست کے والی میر علی مراد شعیہ تھے۔ مولوی صاحب مرحوم نے تین دفعہ یہ روایت بیان کی کہ نواب میر علی مراد کے زکر پر کہا کرتے تھے۔ کہ ہندوستان

ن (26 صفر 1343 ہجری)

وں (خلافت بمبئی اور زمین در لاہور وغیرہ) میں تقویۃ الایمان کے برخلاف مضامین نکلے ہیں۔ نامہ نگاروں کی شکایت تو جو ہے سو ہے۔ ایڈیٹر صاحب خلافت کی کن لفظوں میں شکایت کریں۔ جو کتاب مذکورہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ چونکہ اس کتاب کو بہت سے مسلمان ناپسند کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا زکر اخبار خلا

فاضل ایڈیٹر خلافت اگر تکلیف کر کے کتاب مذکورہ کو دیکھتے یا کم از کم جناب شوکت علی محمد علی صاحبان سے اس کتاب اور اس ک جلیل القدر مصنف کی بابت دریافت کرتے تو کتاب مزکورہ کا نام خلافت کے سرورق پر ہمیشہ لکھا کرتے۔ خیر جو کچھ آپ سے ہوسکا وہ آپ نے کیا۔ الی اللہ المشتکی۔

10

مولانا فاخر میرے ذاتی دوست ہیں۔ اس لئے میں آپ سے ذاتی محبت رکھتا ہوں۔ مگر ان کی علمی واقفیت محدودہ کی وجہ سے ان کی نسبت اگر رائے ظاہ کروں۔ کہ شرعیات اور عقائد میں ان کی رائے بصوت فتویٰ پیش ہونے کی لائق نہیں تو کچھ بیجا نہیں۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ وہ شاعر ہیں۔ قوالی میں اچھا دستر س

نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین کو پہچانا   رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

باوجود اس کے کہ جو میرے ان سے ذاتی طور پر مراسم دوستانہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مذہبی عقاید اور مسائل میں میں ان کی رائے کسی علمی اصول پر مبنی نہیں جانا کرتا۔

نے ''اخبار شوکت'' میں مولانا اسماعیل شہید کی چھوٹی عمر کے حالات لکھے ہیں۔ جو ان کے محض خیالات کا عکس ہیں۔ اس لئے ہم ان سے تعرض نہیں کرتے۔ بلکہ اصل کتاب تقویۃ الایمان کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ فاخر صاحب نے کتاب مزکور پر دو اعتراض کیئے ہیں۔

1۔ اس میں لکھا ہے۔ ولی اور رسول اللہ ﷺ کے یہاں زرہ ناچیز سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

2۔ دوسرا یہ کہ تقویۃ الایمان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''التوحید'' کا ترجمہ ہے۔ ''ہمارے خیال میں دوسرا الزام تو ایسا ہے۔ کہ اس کے قائل کی نسبت یہ کہنا بجا ہے

کہ قدرمے ۔ ۔ ۔ تو کیا جانے   ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

ل نے دونوں کتابوں کو مقابلہ میں نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ یہ نہ کہتا دونوں کا طرز تحریر الگ۔ دونوں کی فہرست الگ۔ ہابقول شخصے ''سومیانے ایکو مت''

دونوں اس مضمون پر متفق ہیں۔ جو مولانا حالی مرحوم کے ایک بند میں مذکور ہے۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق

لگاؤ تو اپنی اس سے لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

م کے جواب میں اتنا کہتے ہیں۔ کہ دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر کسی اور دو دان سے فیصلہ کرالو کہ کون ان میں سے اصل ہے اور کون ترجمہ۔

وہ اس کے ہم حیران ہیں کہ کتاب التوحید نجدی میں مصنف کے الفاظ کتنے ہیں۔ جن کا ترجمہ قبیح سمجھا جائے۔ اس میں تو آیات ہیں یا حدیث۔ ان کا ترجمہ اگر کیا جائے تو کیا جرم؟ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی بزبان حال کہتا ہے۔

ماقصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم   از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرسی

جواب نمبر اول

غلط ہے کہ مولانا شہید نے ایسا لکھا ہے۔ کہ انبیاء اولیاء خدا کے نزدیک چوڑے چماروں کے برابر ہیں۔ واللہ اگر ایسا کہتے اور لکھتے تو سب سے پہلے (باوجود یہ کہ میری عادت کسی کی تکفیر کرنے کی نہیں) میں ان کو کافر بلکہ اکفر کہتا۔ مگر افسوس کے ان کے کلام کو نکتہ چینوں نے شرک و بدعت کی محبت میں سمجھا نہ

سر مستاں منطق الطیر است جامی لب بہ بند   جز سلیمانے نہ شائد فہم ایں گفتار را

انا شہید مرحوم نے توحید اور شرک کی مثال سمجھانے کو لکھا ہے کہ ''خدا کے ساتھ شرک کرنا ایسا ہے جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھنا''

یہ تمثیل گو بادی الرائے میں صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مگر واقعہ میں کمزور ہے۔ اس لئے کہ بادشاہ اور چمار گو دونوں میں درجے کا فرق ہے۔ لیکن انسانیت میں دونوں شریک ہیں۔ نسل انسانی میں دونوں متحد۔ مگر خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو کسی قسم کا اتحاد نہیں۔ اس لئے مولانا مرحوم نے اس مثال سے ترقی کر کے

نبیائے کرام کے اقوال مولانا شہید کی تائید میں بکثرت ہیں ہم ان میں سے صرف ایک نقل کرتے ہیں۔ عارف باللہ مولانا جامی مرحوم خالق و مخلوق کی نسبت کے متعلق فرماتے ہیں۔

او چو جسان ست و جہاں چوں کالبد   کالبد از وے پزیرو آلبد

یعنی دنیا ساری ایک بت بے جان کی سی ہے۔ اور خدا کا حکم اس کے لئے مثل جان کے ہے۔ پھر بتا یئے کہ جان اور بت میں کون اعلیٰ اور کون ادنیٰ۔ صدق اللہ۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۲۲

می کے اس شعر پر غور کریں تو مولانا شہید سے معنی میں بڑھ کر پائیں۔ خیر جو کچھ اس شعر کا مطلب ہے۔ یہی مولانا مرحوم کے کلام کا ہے۔ مختصر یہ کہ شہید مرحوم نے جو لکھا ہے۔ قرآن وحدیث اور اقوال صوفیاء کے بالکل مطابق ہے۔ اس لئے علماء اہل حدیث کے علاوہ محققین علماء حنفیہ بھی کتاب تقویۃ الایمان

ں133)

ران اسلام!

۔(5ستمبر 1924ء)

نہیں معلوم تم کو ماجرا دل کی کیفیت سنائیں گے تمھیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری](#)

جلد01ص93-106

محدث فتویٰ